Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ (ایڈیٹر) نسیم سیفی رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | منگل ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ ۴ وفا ۱۳۶۸ ہش ۴ جولائی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۵۱

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ

"ہماری طرف سے کوئی سعی نہیں کی جاتی۔ ہمارے واعظ نہیں۔ بایں ہمہ اس قدر ترقی ہو رہی ہے کہ عقل حیران ہے اور اصل یہ ہے کہ اگر ہماری سعی اور کوشش سے کچھ ہوتا تو شائد شرک ہوتا۔ اس لئے خدا تعالےٰ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ممالک مغربی و شمالی ہیں جہاں ہم کو تین آدمیوں کا بھی علم نہیں۔ مردم شماری کے رُو سے نو سَو سے زائد آدمی ہیں۔ اور یہ جماعت اب ایک لاکھ سے بھی بڑھ گئی ہے (یہ ارشاد ۱۹۰۲ء کا ہے۔ ناقل) یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں خود مخالف محرک ہو رہے ہیں۔ بعض لوگوں کے خطوط آئے ہیں کہ محمد حسین کے رسالوں میں کوئی مضمون دیکھتے تھے تو اُن سے معلوم ہوا کہ آپ حق پر ہیں۔ اور بعض ایسے خطوط بھی آئے ہیں کہ کوئی فقیر ایک کتاب لایا تھا۔ وہ کتاب چھوڑ گیا اور اس کا پتہ نہیں"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۸۵)

"اصل قیامت کا علم تو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں حتیٰ کہ فرشتوں کو بھی نہیں اور وہاں ساعۃ کا لفظ ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کہ عورتوں کے حمل کی میعاد نو ماہ دس دن ہوتی ہے جب نو ماہ پورے ہو جائیں تو اب باقی دس دنوں میں کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ کون سے دن وضع حمل ہوگا۔ گھر کا ہر ایک فرد بچّہ جننے کی گھڑی کا منتظر رہتا ہے اسی لئے قیامت کا نام ساعۃ رکھا ہے کہ اس گھڑی کی کسی کو خبر نہیں۔ خدا تعالےٰ کی کتابوں میں اس کی جو علامات ہیں ممکن ہے کہ اُن سے کوئی آدمی قریب قریب اس زمانہ کا پتہ بھی دے دے مگر اس ساعۃ کی کسی کو خبر نہیں ہے جیسے وضع حمل کی ساعت کی کسی کو خبر نہیں۔ ایک ڈاکٹر سے بھی پوچھو تو وہ بھی کہے گا نو ماہ اور دس دن۔ مگر جونہی ۹ ماہ گزریں پھر فکر رہتی ہے کہ دیکھیں کون سے دن اور کون سی گھڑی ہو۔ کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار سال کے بعد قیامت قریب ہے۔ اب چھ ہزار سال تو گزر گئے ہیں۔ قیامت تو قریب ہوگی۔ مگر اس گھڑی کی کسی کو خبر نہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۸۹)

ناچکا از جمعہ (؟)

لندن

سیّدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہم خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔ صد سالہ جشنِ تشکر کے سال کے اعتبار سے حضور کی مصروفیات کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ اس میں ممالکِ غیر کے دوروں کی مصروفیات شامل ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے محبوب امام اور آقا کو اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور حضور کے جملہ مقاصد عالیہ کو غیر معمولی کامیابی اور سرفرازی عطا کرے۔

ڈاکٹر عمر الدین صاحب کے اعزاز میں

صدر انجمن احمدیہ کا عشائیہ

فضل عمر ہسپتال ربوہ کے ایڈمنسٹریٹر کے عہدے سے ریٹائر ہونے والے محترم ڈاکٹر عمر الدین صاحب سدھو کی طویل دینی خدمات کے اعتراف میں صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے ۲ر جولائی ۱۹۸۹ء کو آٹھ بجے شب دار الضیافت میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا۔ اس میں معزز خصوصی مہمان کے علاوہ امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان و نائب ناظران تحریک جدید کے وکلاء اور نائب وکلاء اور فضل عمر ہسپتال کے ڈاکٹر صاحبان و لیڈی ڈاکٹرز شامل تھے۔ خواتین کے لئے پردہ کی رعائت سے الگ انتظام کیا گیا تھا۔

عشائیہ کا اہتمام دار الضیافت کے عقبی لان میں کیا گیا تھا۔ ٹیوب لائٹوں کی روشنی میں نہایت خوبصورت انتظام کیا گیا تھا۔ معزز مہمان محترم ڈاکٹر عمر الدین سدھو صاحب صدر نشست پر تشریف فرما تھے۔ کھانے کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دعا کرائی۔ جس کے بعد یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

آخر میں جملہ حاضرین نے محترم ڈاکٹر عمر الدین صاحب سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔

اپنا سب کچھ دین کے لئے جھونک دیں

پھر دیکھیں خدا کے فضل کتنے جلدی جلدی آتے ہیں

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کے ارشادات

"حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) نے تو لکھا ہے کہ تین سو سال (غلبۂ احمدیت کی۔ ناقل) حد ہے۔ ضروری نہیں کہ غلبہ .... حاصل کرنے کا یہ دور تین سو سال تک چلے اس سے پہلے بھی ...... غلبہ مل سکتا ہے۔ اس میں ایک بہت بھاری حکمت ہے جن قوموں کو خوشخبریاں دی جاتی ہیں ان کو پورا کرنے میں اُن قوموں کے اعمال کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ اگر وہ خدا کے شکر گزار بندے بنیں اور اعمال صالحہ پر قائم رہیں تو بسا اوقات خوشخبریوں کا وقت پہلے چلا آتا ہے اور اگر وہ خدا کے شکر گزار بندے نہ بنیں اور اعمال صالحہ بجا نہ لائیں تو وہ التوا میں بھی پڑ جاتی ہیں۔ یعنی الٰہی وعدے اور بشارتیں آگے پیچھے ہو جاتی ہیں تاریخ مذاہب جو قرآن کریم سے ہمیں ملتی ہے وہ ہمیں یہی بتاتی ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ تھا۔ قوم نے ناشکری کی ....

قرآن کریم بار بار یہ نکتہ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں قوموں کی تدبیر کا بہت بھاری دخل ہوتا ہے .... پس اس تدبیر کو پورا کرنے کی آپ اخلاص کیساتھ کوشش کریں۔ اپنا سب کچھ دین کے لئے جھونک دیں۔ فیصلہ کر لیں کہ آپ اپنے نہیں رہے دین کے ہو گئے۔ پھر دیکھیں خدا کے فضل کتنی جلدی جلدی آتے ہیں"!

(الفضل ۶ر مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۱، ۲ کالم ۱ و ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۴ر وفا ۱۳۶۸ہش — ۴ر جولائی ۱۹۸۹ء

تحریر۔ اوڑھنا بچھونا

ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے بہت سے قاری جن کی تحریر کی صلاحیتیں منصۂ شہود پر آنے کی منتظر تھیں اب اللہ کے فضل سے الفضل کے ذریعہ ان کی یہ مبارک خواہش پوری ہو رہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جماعت کے ہر طبقہ میں مختلف النوع مضامین لکھنے کی توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ ہم نے پہلے بھی اس خیال کا اظہار کیا ہے اور اب پھر اسے دہراتے ہیں کہ ہم سلطان القلم کی روحانی بزم ادب کے رکن ہیں۔ لکھنا ہمارا اوڑھنا بچھونا ہو جانا چاہیئے۔ ہم لکھیں اور ضرور لکھیں کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے جو ہماری آواز ہمارے خیالات اور ہمارے صحیح کردار کو ساری دنیا تک پہنچا سکتا ہے۔ اور ہمیں ساری دنیا تک ضرور بالضرور پہنچنا ہے۔

لکھنے کے متعلق ہم یہ بھی گزارش کر دیں کہ یہ ہم جانتے ہیں کہ لکھنے کا مزہ تو جبھی آتا ہے کہ تحریر کہیں چھپ بھی جائے۔ چھپی ہوئی تحریر دیکھ کر تو انسان کو اتنا حوصلہ ملتا ہے کہ وہ پھر اسی وقت دوبارہ لکھنے کی تیاری شروع کر دیتا ہے۔ لیکن چھپنے کے لئے بعض شرائط ہیں۔ شائد کسی کو اپنے متعلق یہ بات سمجھ نہ آئے لیکن دوسروں کے متعلق یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ بعض اوقات ہم کوئی مضمون یا نظم پڑھ کر کہتے ہیں۔ اوہ یہ کیا چھپ گیا۔ یہ چیز تو معیاری نہیں ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے دوسرے کے متعلق ہیں اپنے متعلق بعض قاری لکھتے ہیں۔ پہلی کوشش ہے ٹوٹی پھوٹی سی تحریر ہے۔ لیکن آپ شائع کر دیں تو نوازش ہوگی۔ آپ نے فرق دیکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ چھپنے کا وقت بے شک دیر سے آئے۔ لیکن آپ لکھتے رہیے۔ یہ ثواب کی بھی تو بات ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ سلطان القلم کی پیروی کا مطلب یہ ہو کہ ہم میں سے ہر شخص لکھے۔ شائع ہونا شرط نہیں لیکن ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر آپ لکھتے رہیں گے (جو اس وقت نہیں لکھ رہے۔ یہ خطاب ان سے ہے) تو یقیناً وہ وقت دور نہیں جب آپ کی چیزیں شائع ہونے لگے گیں۔ بلکہ آپ سے آپ کی تحریر مانگی جائے گی کہ کچھ نا بھیجئے۔ اور کچھ نہیں تو ہمیں خط ہی لکھتے رہیے۔

پتھر سے پتھر مت توڑ
دیواروں سے سر کو پھوڑ
جس کی قسمت ریزہ ریزہ
اس کا جُڑنے سے کیا جوڑ

—— ابو الاقبال

میرے پاس اِک شخص ایسا آئے گا
چاند جس کو دیکھ کر گہنائے گا

گھر کا دروازہ کھُلا رکھتا ہوں میں
کون جانے کس گھڑی کون آئے گا

میرا احساسِ ندامت ہے یہ خط
آپ دیکھیں گے تو یہ شرمائے گا

مَے پرستی کے بھی کچھ آداب ہیں
میکدے میں صرف میکش آئے گا

اب تو صدیوں کا بچھڑنا ہو گیا
اب ملا اس سے تو دل گھبرائے گا

میری سجدہ گاہ تر ہونے لگی
اب گنہگاری پہ دل اِترائے گا

دیکھ، میلی آنکھ سے مجھ کو نہ دیکھ
جس کا مَیں ہوں اس کا دل بھر آئے گا

ظُلم ہوتا دیکھ کر وہ چُپ رہے
کون اس کا فلسفہ سمجھائے گا

میری آنکھوں میں چمک ہے انکی دین
میرا رستہ کوئی کیا کجلائے گا

وہ ہیں مرکز داستاں کا تو نسیمؔ
داستاں گوئی سے دل بہلائے گا

—— نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کے طول و عرض میں صد سالہ جشن کے جلسوں کا انعقاد

جلسوں میں غیر از جماعت معززین، دانشوروں اور تعلیم یافتہ لوگوں کی شرکت

ٹیلیویژن اخبارات اور ریڈیو پر جلسوں کی خبروں کی اشاعت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر کے سلسلے میں بہت وسیع پیمانے پر جلسہ ہائے یوم حضرت بانیٔ سلسلہ کا انعقاد کیا گیا۔ قادیان سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق چھوٹے بڑے ۷۵ مقامات پر جشن تشکر کے سلسلے میں جلسے منعقد ہوئے۔ جن بڑے بڑے شہروں میں یہ جلسے منعقد ہوئے ان میں لکھنؤ، بنارس، امروہہ، بھاگلپور، جمشید پور کلکتہ، بھوبنیشور، کیرنگ، حیدرآباد، یادگیر مدراس، پینگاڈی۔ جموں، سرینگر، باڑی پورہ، پونچھ، بمبئی اور پونہ وغیرہ شامل ہیں۔

ان جلسوں کی ایک خاص بات یہ تھی کہ ان میں کئی جگہوں پر غیر از جماعت احباب بھی ذوق و شوق سے شامل ہوئے چنانچہ لکھنؤ کے جلسہ میں جو گنگا پرشاد میموریل ہال میں امین آباد لکھنؤ میں ۲۳ مارچ کو منعقد ہوا اس کی صدارت ایک غیر از جماعت دوست محترم مرتضیٰ حسین صاحب سابق جسٹس اور لوک ایکت یو پی نے کی۔ احمدی مقررین کے علاوہ جن اہم غیر از جماعت احباب نے تقاریر کیں ان میں یو پی مالیاتی اقلیتی کارپوریشن کے ڈائریکٹر جناب بی جے کمدائی جی۔ فادر لیوڈ سوزا۔ جناب بی کے جندل اور سماجی کارکن ببیتا جی شامل ہیں۔ مہمانِ خصوصی نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ امام جماعت احمدیہ کے پیغام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ جماعت ۰۰۰۰۰۰ انسانیت کی خدمت کی راہ پر گامزن ہے۔

امروہہ میں بھی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو جو جلسہ ہوا اس میں چالیس سے زائد غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔ تمام مدعوین کے لئے رات کے کھانے کا بھی انتظام تھا چنانچہ ان غیر از جماعت احباب نے کھانے میں بھی شرکت کی۔ اسی طرح ۲۴ مارچ کو ہونے والے لجنہ کے جلسہ میں غیر از جماعت مستورات اور بچوں نے شرکت کی۔

سکرا شہر میں ۲۳ مارچ کو ہونے والے جلسے میں بھی جو عشاء کے بعد شروع ہو کر رات ۲ بجے تک جاری رہا احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت احباب بھی شریک ہوئے بڑہ پورہ (صوبہ بہار) میں مردوں کا جلسہ ہوا اگرچہ نقصِ امن کے خطرے کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا لیکن ۳۰ مارچ کو لجنہ کے تحت جلسہ کا اہتمام کیا گیا جو بہت کامیاب رہا اس میں غیر از جماعت و غیر مسلم مستورات نے بھی شرکت کی۔

جمشید پور میں ۲۳ مارچ کو شام چھ بجے ہونے والے جلسہ میں غیر مسلم افراد اور اخباری نمائندوں نے شرکت کی احمدی مقررین کے علاوہ سنگھ بھوم کی ڈسٹرکٹ کونسل کے جنرل سیکرٹری جناب سیل کار صاحب نے بھی تقریر کی۔ انگریزی اور ہندی کے چار کثیر الاشاعت اخباروں میں خبر شائع ہوئی۔ اس مبارک دن پانچ افراد پر مشتمل ایک کنبہ نے احمدیت قبول کرنے کا اعلان کیا۔

بلاری (صوبہ بہار) میں وسیع پیمانہ پر ہونے والے جلسہ میں تعلیم یافتہ غیر مسلم بھی شریک ہوئے۔ تقاریر سے متاثر ہو کر شری ایم این جھا منیجر یوکو بینک جھمجھو گنج نے خاص طور پر اجازت لے کر جماعت کے بارے میں اچھے جذبات کا اظہار کیا۔ یہ جلسہ ۳۰ مارچ کو منعقد ہوا۔ اس سے قبل ۲۴ مارچ کو لجنہ کے تحت جلسہ ہوا جس میں ۳۵ غیر از جماعت مستورات نے بھی شرکت کی۔ اسی صوبے کے شہر سمیلہ رانچی میں ہونے والے جلسہ میں غیر از جماعت احباب ۱۵۰ کی تعداد میں شامل ہوئے۔

کلکتہ میں ۲۳ مارچ کو بعد از نماز مغرب بیت الاحمدیہ کے احاطہ میں نئے تعمیر شدہ وسیع نمائش ہال میں ہونے والے جلسہ میں معزز غیر از جماعت احباب نے شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ ان میں سے ایک معزز شخصیت جناب جسٹس ایس اے مسعود مہمان خصوصی تھے۔ دیگر مقررین میں جناب ڈاکٹر ہیرا لال چوپڑہ صاحب سابق صدر شعبہ فارسی کلکتہ یونیورسٹی اور شری برنند پرشاد مہتا چاریہ جنرل سیکرٹری آل انڈیا سہتہ سمیلن شامل تھے۔ دیگر تقاریر احمدی مقررین نے کیں اگلے روز قریباً ایک درجن اردو انگریزی اور بنگلہ روزناموں اور بعد ازاں ہفتہ وار اخبارات میں بھی تفصیل سے خبریں شائع ہوئیں۔

بھوبنیشور (صوبہ اڑیسہ) میں ۲۳ مارچ کو ہونے والے جلسہ میں غیر از جماعت افراد نے بھی شرکت کی۔ ایک جلوس شرارت کی غرض سے آیا لیکن انتظامیہ کی بروقت مداخلت اور حفاظتی تدابیر سے مخالفوں کا منصوبہ ناکام رہا۔

۲۵ مارچ کو جماعت احمدیہ پنکال (اڑیسہ) میں جلسہ ہوا جس میں علاقے کے رکن پارلیمنٹ سرکاری افسران ڈاکٹر صاحبان سمیت پانچ صد غیر از جماعت معززین علاقہ نے شرکت کی۔ احمدی مقررین کے علاوہ شری پرمانند داس، شری آکاش، مہانتی اور راجند بہرام صاحب اور راج کیشور مہانتی صاحب نے بھی تقاریر کیں۔

کیندرہ پاڑہ (اڑیسہ) میں جلسہ یوم حضرت بانیٔ سلسلہ میں غیر مسلم اور غیر از جماعت افراد نے بھی شرکت کی۔

کرڈاپلی (اڑیسہ) میں ۲۲ مارچ کو ایک جلسۂ عام کا انعقاد کیا گیا جس میں پانچ سو سے زائد غیر از جماعت اور غیر مسلم حضرات نے شرکت کی۔ احمدی مقررین کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی خطاب کیا۔

حیدرآباد و سکندر آباد (آندھرا پردیش) میں ۲۴ مارچ کو جماعت احمدیہ سکندرآباد کے زیر اہتمام شاہین فنکشن ہال میں وسیع پیمانے پر جلسہ کا انعقاد عمل میں آیا جس کے لئے چار ہزار دعوتی کارڈ تقسیم کئے گئے تھے۔ کثیر تعداد میں غیر از جماعت لوگوں نے شرکت کی۔

شرپسند عناصر نے جلسہ کے دوران بجلی کا فیوز اڑا کر پتھر پھینکے۔ جس سے ایک نوجوان زخمی ہوا پٹاخہ بم پھینکا گیا لیکن وہ پوری طرح پھٹ نہ سکا فوری طور پر شہر کی انتظامیہ نے شرپسندوں کو قابو کیا اور جنریٹر کے ذریعہ بجلی چالو کر کے رات گیارہ بجے تک جلسہ جاری رہا۔ دوران جلسہ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ ٹیلیویژن نے اس جلسہ کی خبر نشر کی اور مختلف مناظر دکھائے۔

۲۶ مارچ کو لجنہ کے زیر اہتمام اسی ہال میں شاندار رنگ میں جلسہ ہوا جس میں ۲۰۰ سے زائد غیر از جماعت مستورات نے بھی شرکت کی۔ نہایت کامیاب جلسہ منعقد ہوا۔

چنتہ کنٹہ (آندھرا پردیش) میں ۲۳ مارچ کو جلسہ ہوا جلسہ کے اختتام پر حاضرین جلسہ کے علاوہ پورے گاؤں کے سب امیر و غریب کے لئے کھانے کی دعوت کا انتظام کیا گیا۔

یادگیر۔ ۹۷ افراد کی بیعت

یادگیر (کرناٹک) میں ۲۲ اور ۲۳ مارچ کو تین جلسوں کا اہتمام کیا گیا۔ ایک جلسہ ۲۲ مارچ کی شب رات بارہ بجے تک جاری رہا دوسرا جلسہ ۲۳ مارچ کی صبح کو منعقد ہوا اس دن مضافات سے آئے ہوئے ۹۷ افراد نے بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ رات کو جلسہ حضرت بانیٔ سلسلہ عمل میں آیا۔ تمام مہمانوں کو دن کے تینوں وقت کھانا کھلایا گیا۔

ساگر (صوبہ کرناٹک) میں ۲۶ مارچ کو جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں اسسٹنٹ کمشنر ساگر شری ہریش پانڈے اور میونسپل پریذیڈنٹ سالگر شری چندر شیکھر نے بھی شرکت کی۔

مدراس

مدراس (تامل ناڈو) ۲۳ مارچ کی شب مشن ہاؤس میں جلسہ حضرت یوم بانیٔ سلسلہ کا انعقاد عمل میں آیا۔

۲۶ کو جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد عمل میں آیا جس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان نے تقاریر کیں اور اپنے اپنے مذہب کے پیشوایان کی سوانح بیان کیں۔ جلسہ میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے تعلیم یافتہ احباب نے شرکت کی۔

باڑی پورہ مدراس ۲۳ مارچ کو جلسہ ہوا صد سالہ تقاریب کی خوشی میں نصف کوئنٹل کے قریب مٹھائی تمام تعلیمی اداروں کے طلباء مرکزی و ریاستی دفاتر میں تقسیم کی گئی معدودے چند افراد کے سوا باقی سب نے خوشی سے مٹھائی قبول کی۔

کوریل (کشمیر) میں جلسہ حضرت بانیٔ سلسلہ کے موقع پر ۴ افراد نے بیعت کی۔

آسنور میں شاندار رنگ میں جلسہ ہوا ساری بستی میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

ریشی نگر میں ۲۳ مارچ کو جلسہ یوم حضرت بانیٔ سلسلہ منعقد ہوا۔ بعد ازاں ۲۵ مارچ کو جماعت کی طرف سے ایک استقبالیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کیا گیا۔ جس میں ڈی سی صاحب نے خطاب کیا اس جلسہ میں تحصیلدار صاحب اور ایس ایچ او صاحب نے بھی شرکت کی۔

ہاری پاریگام۔ ۲۳ر مارچ جلسہ ہوا اور جلوس نکالا گیا۔ خدا کے فضل وکرم سے جلسہ اور جلوس دونوں جگہوں پر غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔

پونچھ۔ شاندار طریق سے جلسہ حضرت بانی سلسلہ منعقد ہوا۔ پونچھ کے معززین غیر از جماعت بھی شامل ہوئے۔ جلسہ کے دوران علاقے کے ایم ایل اے چوہدری محمد بشیر بھی تشریف لائے اور جلسہ کی صدارت کی اور مستقل نمائش مشاہدہ کی۔ ۲۴ر مارچ کو ڈپٹی کمشنر اور دیگر معززین بھی تشریف لائے۔

بمبئی

صوبہ مہاراشٹر کے مشہور شہر بمبئی میں جلسہ یوم حضرت بانی سلسلہ پورے اہتمام سے منایا گیا۔ شہر کے معززین بھی مدعو تھے ٹیلیویژن کے نمائندے بھی آئے تھے جنہوں نے ٹی وی کے نیشنل پروگرام میں اس جلسے کی خبر اور کارروائی کا ایک حصہ ناظرین کو دکھایا گیا۔

پونہ میں مخالفین نے صدسالہ تقریبات کے دوران حملہ کر دیا لیکن پولیس نے بروقت کارروائی کرکے حالات پر قابو پالیا۔

جن شہروں میں یہ جلسے منعقد کئے گئے ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

صوبہ اتر پردیش۔ بنارسی، امروہہ، سکرا شاہجہانپور، صوبہ بہار۔ بھاگلپور برہ پور۔ خانپور ملکی، جمشید پور۔ دیوگھر۔ بلاری۔ سمیلہ رانچی۔ صوبہ بنگال۔ کلکتہ۔ چھوٹا کلکتہ۔ کبیرہ صوبہ اڑیسہ، بھوبنیشور۔ پنکال۔ مونگھڑہ کیندرہ پاڑہ، کرڈاپلی۔ کیرنگ، چودوار۔ صوبہ آندھرا پردیش، حیدرآباد سکندرآباد جڑچرلہ پور۔ چنداپور۔ چنتہ کنٹہ۔ وڈمان۔ گلکنور صوبہ کرناٹک۔ یادگیر۔ دیورگ ہتیاپور ہبلی۔ ساگر۔ شموگہ۔ صوبہ تامل ناڈو۔ مدراس ستان کولم، میلا پالیم۔ صوبہ کیرالہ پینگاڈی چیلہ کرہ۔ الانور۔ پونچھ وکشمیر۔ جموں سرینگر۔ بھدرواہ۔ باڑی پورہ۔ کوریل آسنور ناصر آباد۔ ہموسان۔ ریشی نگر شورت ہاری پار یگام۔ اندورہ۔ چارکوٹ۔ پونچھ۔ صوبہ مہاراشٹر بمبئی۔ پونہ۔ ساونت واڑی۔

مانچسٹر میں صدسالہ جشنِ تشکر کی رُوداد

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ہمارے دلوں کو اطمینان اور ہمارے ارادوں کو مضبوطی عطا کرنے کے لئے دنیا کے ہر علاقے سے احمدیہ جشنِ تشکر کے انعقاد کی خبریں آرہی ہیں۔ ذیل میں مانچسٹر کی ایک مختصر سی روداد پیش کی جاتی ہے۔ اس میں لندن کا بھی ذکر ہے۔

اظہر اقبال سیفی سیلفورڈ یونیورسٹی کے ایک طالب علم، مانچسٹر میں جشنِ تشکر بیومِ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے موقع پر تقریر کر رہے ہیں۔ صدارت مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مربی انچارج فرما رہے ہیں

حضرت امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر اجتماعی بیعت کا بھی۔ یہ خط سیلفورڈ یونیورسٹی کے ایک طالب علم اظہر اقبال سیفی کا ہے

"سب سے پہلے تو ہم نے ۲۲ تاریخ کو روزہ رکھا۔ صبح ساڑھے چار بجے سحری کا وقت ختم ہوا اور شام کو ساڑھے ۶ بجے روزہ افطار کیا۔ افطاری کا انتظام اجتماعی طور پر بیت الذکر میں تھا۔ ۲۲ کو نماز تہجد کا بھی انتظام تھا۔ لیکن ہم ٹرانسپورٹ کی وجہ سے نہیں جا سکے شام کو ہم ساڑھے آٹھ نو بجے کے قریب گھر واپس آئے۔ اس دن سردی بھی کافی تھی۔ ۲۳ تاریخ کو ہم صبح ½۸ بجے کے قریب گھر سے نکلے اور تقریباً ½۹ کے قریب بیت الذکر پہنچ گئے۔ اور جھنڈا لہرانے کی تقریب کے لئے کچھ انتظامات میں حصہ لیا ۱۰ بجے کے قریب علاقے کے ممبر آف پارلیمنٹ اور علاقے کے کونسلر جو مانچسٹر سٹی (REPRESENT) کر رہے تھے، کی نمائندگی کر رہے تھے آگئے ½۱۰ کے قریب تلاوت سے تقریب شروع ہوئی۔ اس تقریب میں جماعت کا تعارف کروایا گیا اور بعد میں ممبر آف پارلیمنٹ اور کونسلر صاحب نے بھی تقریر کی۔ ان تقریروں کے بعد جھنڈا لہرانے کی تقریب ہوئی۔ یونین جیک تو ممبر آف پارلیمنٹ نے لہرایا۔ اور لوائے احمدیت مانچسٹر کے پریذیڈنٹ مکرم انوارالحق صاحب نے لہرایا اس کے بعد ریفریشمنٹس تھیں اور تقریباً ½۱۱ کے قریب یہ تقریب ختم ہوئی۔

اس تقریب کے دوران مرزا النعیر احمد صاحب نے یہ بھی بتایا کہ پنجاب گورنمنٹ نے ہمیں پنجاب میں کسی قسم کی خوشی منانے سے روک دیا ہے جس کا بہت افسوس ہوا۔ ممبر آف پارلیمنٹ نے بھی اپنی تقریر میں افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ جلد ہی پاکستان کے سفیر سے مل کر اس بات کا بھی ذکر کریں گے۔ اسی تقریب کے بعد جلسہ "حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ" تھا جو تقریباً ۱۲ بجے شروع ہوا اور ½۱ بجے کے قریب ختم ہوا۔ اس جلسے میں مَیں نے بھی تقریر کی تھی۔ جلسے کا جو پروگرام تھا اس میں تو میری تقریر نہیں تھی لیکن جلسہ شروع ہونے سے ۵ منٹ پہلے مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب (مجید بھٹی صاحب کے چھوٹے بھائی) نے مجھ سے کہا کہ انکی بیگم کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں اور وہ گھر واپس جا رہے ہیں تو یہ تقریر میں پڑھ دوں۔ مَیں نے اس تقریر کو پڑھا اور جو فقرے مجھے پسند نہیں آئے ان کو ہٹا کر اور خود انہیں تھوڑا سا ٹھیک ٹھاک کر کے اسے پڑھ دیا۔ اس ساری تقریب کی انور نے فوٹو گرافی کی۔ اگر تقریر پڑھتے ہوئے میری تصویر اچھی ہوئی تو میں اگلے خط میں بھیجوں گا۔ ½۱ بجے کے قریب ہم نے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کیں اور پھر کھانا کھایا۔ اور اس طرح اس دن کی تقریب ختم ہوئی۔ میں اور انور تو ۲۳ کی شام کو لندن چلے گئے۔ لندن پہنچے تو پتہ چلا کہ امریکہ سے صلاح الدین بھی آئے ہوئے ہیں۔ آپ کو پتہ ہی ہے کہ ان کی باتوں سے وقت کافی اچھا گزرتا ہے۔ اگلے دن نئی صدی کے پہلے جمعہ کے لئے ہم نے اسلام آباد جانا تھا، ہم صبح دس بجے کے قریب بیت الذکر پہنچ گئے کیونکہ وہاں سے کوچ کا انتظام تھا ½۱۱ بجے کے قریب اسلام آباد پہنچے تو وہاں خوب رونق تھی۔ جمعہ کے بعد حضور انور تشریف لے جانے لگے تو راستے میں جماعت کے کسی آدمی نے روکا۔ اور کوئی بات کی جس پر حضور واپس تشریف لے آئے۔ اور اعلان ہوا کہ دو تین دن سے عطاء المجیب صاحب راشد حضور کو تجدید بیعت کے لئے کہہ رہے تھے۔ حضور کہتے تھے کہ مَیں اس قسم کی رسم نہیں ڈالنا چاہتا۔ لیکن اتفاق سے جمعہ کے بعد ایک غیر از جماعت نوجوان نے اسی وقت بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا اس طرح اس نوجوان نے اور ہم سب نے بیعت کی۔ بہت ہی عجیب قسم کا منظر تھا جمعہ کے بعد المقال کی مارچ پاسٹ وغیرہ تھی۔ ہم تقریباً رات کو ۹ بجے گھر پہنچے اگلے دو دن بھی لندن میں بہت اچھے گزرے اور ہم ۲۷ تاریخ کی شام کو واپس آئے۔

الفضل کے ہمیں چار پیکٹ ملے ہیں۔ اب تو الفضل کا رنگ بدل کر بالکل نکھر گیا ہے۔ الفضل ہمیں یونیورسٹی میں ہی ملتا ہے اور جس دن ملتا ہے مَیں پیکٹ لائبریری میں لے آتا ہوں اور پڑھ کر اٹھتا ہوں اور پھر گھر جا کر دوبارہ پڑھتا ہوں۔ بہت مزا آتا ہے۔ یہاں ہمیں جو بھی ملتا ہے وہ بہت ہی تعریف کرتا ہے۔ مکرم عبدالکریم شرما صاحب ایک دفعہ مانچسٹر آئے تھے وہ بھی بہت تعریف کر رہے تھے۔ اسی طرح لندن میں جو بھی ملا اس نے تعریف کی۔ مکرم مجید سیالکوٹی صاحب اور بشیر سامی صاحب بھی بہت تعریف کر رہے تھے۔

ایماندار آدمی ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا

تین دن سے زیادہ کسی آشنا سے ترک کلام نہ کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

ملک محمد حیات نسوانہ

آف لولے شریف ضلع جھنگ

ملک محمد حیات نسوانہ آف لولے شریف ضلع جھنگ جن کی نیک نفسی اور شرافت کے بارے ہماری جماعت کے تیسرے امام حضرت مرزا ناصر احمد (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے گھوڑ دوڑ کے ایک موقعہ پر اشارہ کر کے فرمایا تھا لولے شریف تو اس شریف کی وجہ سے لولے شریف کہلاتے ہیں۔ حضور سے ابا جی کا تعلق تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل کے زمانے سے تھا جب علاقہ کے بعض علم کے پیاسوں کو بطور گارڈین کالج میں داخلہ دلوانے ساتھ جاتے تھے، نیز جب ایوب خان کے دور میں بی ڈی ممبران کی میٹنگز کالج ہال میں ہوا کرتی تھیں اور ہمارے اباجان بطور بی ڈی ممبر شمولیت فرماتے تھے۔ علاقے کے اکثر ممبران میں سے پڑھے لکھے اور بااصول زمیندار کی حیثیت سے حضور سے تعارف ہوا تھا۔ منصب سربراہ جماعت پر متمکن ہونے کے بعد تو یہ تعلق آقا اور خادم کا روپ دھار گیا۔ خادم بھی بااعتماد اور وفاشعار، چنانچہ حضور بعض اہم امور کی سرانجام دہی کے لئے بلوا لیا کرتے تھے۔ جن کی بجا آوری نہایت تندہی، ذمہ داری اور خلوص سے کرتے تھے۔ نہ رات کی پرواہ نہ دھوپ اور سردی کی پرواہ، ہمیں تو آقا کے کام میں انہماک اور سرگرمی کا اندازہ اس روز ہوا۔ جب گندم کی فصل کی کٹائی کے لئے گاؤں سے کثیر تعداد میں آدمی آقا کے فارم نصرت آباد کی طرف روانہ کرتے دیکھا تھا۔

اباجی نے ربوہ سے گاؤں آتے جاتے نصرت آباد ہی کا راستہ اختیار کر لیا تھا اور کہا کرتے تھے "نالے دیوی دا درشن نالے وپار" ایک دن گذرتے ہوئے کسی ملازم سے پوچھا کٹائی گندم کی شروع ہو چکی ہے مگر تمہارے فارم میں کوئی "ہل جُل" ہی نہیں،

اس ملازم نے بتایا پرسوں کٹائی کے ذکر پر حضور نے فرمایا تھا کہیں ملک حیات نے دیکھ لیا تو خود ہی کٹوانے کا انتظام کر لے گا۔ پھر کیا تھا اباجی نے تیسرے ہی دن بہت سے آدمی گاؤں سے تیار کر کے نصرت آباد بھیج دیئے۔ اور خود ان کے لئے کارندوں اور نوکروں کے ذریعہ لسّی کے مٹکے بھجوانے کا بندوبست کرنے کے ساتھ ساتھ دوپہر کے کھانے کے لئے اپنا ایک کٹّا ذبح کرایا۔ کھانا تیار کروا کر باہر بھجوایا اور تب خود بھی گئے۔ صبح ہی اپنے ایک دو خاص آدمیوں کو تاکید کر دی کہ دیکھو "ونگار" عموماً فصل کاٹتے ہوئے خراب کرتی ہے نگرانی کرنا خراب کٹائی نہ ہو۔ کہیں حضور کی ناراضگی کا باعث نہ ہو۔ جب دوپہر کے کھانے کے ساتھ خود بھی گئے تو گندم ساری کی ساری کٹ چکی تھی۔ سب کو کھانا کھلانے کے بعد خود بھی وہیں رُک گئے۔ اپنی نگرانی میں گٹھے بندھوائے اور ایک موزوں جگہ پر اکٹھی کر کے خوبصورت سا کھلیان بنوا دیا۔ ادھر شام ہوئی تو آقا کا قافلہ بھی سیر کی غرض سے نصرت آباد آن پہنچا۔ حضور نے کھلیان کے گرد اباجی کو چکر لگاتے دیکھ کر جس خوشی کا اظہار فرمایا اباجی کہا کرتے تھے وہ میرا سرمایہ حیات ہے۔ اس موقعہ پر حضور کے پاس آٹو میٹک کیمرہ تھا تصاویر بننے لگیں۔ حضور جب اباجی کی تصویر لینے لگے تو انہوں نے عرض کیا حضور اس طرح نہیں تصویر تو وہ ہوئی جو آقا کے ساتھ ہو۔ جو میری آنے والی نسل کے لئے امام جماعت کے ساتھ محبت کا باعث بنی رہے۔ چنانچہ آقا نے فوراً وہاں ایک دری بچھوائی اور اباجی کو حکم دیا ملک صاحب! اس پر بیٹھ جائیں اور خود موزوں زاویئے پر کیمرہ فٹ کر کے اباجی کے ساتھ آکر اس طرح بیٹھ گئے کہ زانو سے زانو ملے ہوئے ہیں حضور نے خان عبدالمجید خان صاحب اور محترم عبدالرحمٰن صاحب آف باندھی کو اشارے سے بلا لیا اور اباجی نے چوہدری مبارک احمد صاحب پٹواری کو ساتھ بلا لیا اور تصویر بن گئی۔

نصرت آباد والے ٹھیکہ سے بہت بعد کی بات ہے جو ملک سلطان علی صاحب معلّم وقف جدید نے ہمارے پاس تعزیت کے لئے آنے کے موقعہ پر ہمیں بتائی کہ حضور جب آخری بار اسلام آباد جانے لگے تو ضلع جھنگ کی احمدی جماعتوں کی ملاقات کے لئے آئے بہت سے احباب میں سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے ملک محمد حیات نسوانہ کو مخاطب ہو کر حضور نے فرمایا ملک صاحب! آپ اتنی دیر کہاں چھپے رہے ہیں ملے نہیں تو ملک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا حضور! ان دنوں کستوری عام تھی تو میرے ایسے افراد بھی جھولیاں بھر لیا کرتے تھے۔ اب کستوری پڑیوں میں پڑ گئی ہے اور اس پر پہرے ہیں اب تو مہینوں بعد باری آئے اور دور سے خوشبو ہی سونگھ کر سیر کام ہو لیں تو زہے نصیب۔

ایک بار رات بارہ ایک بجے کا وقت تھا۔ جلسہ سالانہ کے ایام۔ سخت سردی پڑ رہی تھی کہ ہماری رہائش گاہ بر مکان ماموں احمد علی صاحب واقع دارالعلوم کا دروازہ کھٹکا۔ اباجی کچھ دیگر مہمانوں کے ساتھ بیٹھک میں فرش پر سوئے ہوئے تھے، اٹھے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ باہر جیپ کھڑی ہے اندر سے مولانا احمد خان نسیم صاحب نکلے اور بڑی بے تکلفی سے یوں گویا ہوئے "ملک صاحب آپ یہاں آرام سے سوئے ہوئے ہیں وہاں پیڑے کرنے والوں نے ہڑتال کر دی ہے"۔

مکرم ایڈیٹر اخبار الفضل مکرم نسیم سیفی صاحب

دام ظلکم و زاد لطفکم

مَیں ایک دیہاتی لڑکی ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس علاقہ میں بسنے والی نسوانہ قوم کی وہ واحد لڑکی ہوں جس نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے پاس کیا ہے۔ صحیح عرض کروں کہ اخبار الفضل پڑھنا ہی اب شروع کیا ہے کہ جب سے حضور ایدہ اللہ نے آپ کو اس کی ادارت سونپی ہے۔ اتنا معلوماتی اور دلچسپ ہو چکا ہے کہ اس کا نت انتظار رہتا ہے اور محکمہ ڈاک والے ستم ظریف چوتھے پانچویں دن بعد اکٹھے چار پانچ پرچے ہمیں پہنچاتے ہیں۔ پھر ہم ان کے ممنون ہیں۔

بزرگوارم جناب سیفی صاحب! یادِ رفتگان کے موضوع پر اپنے والد محترم ملک محمد حیات نسوانہ کی سیرت نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کر کے پیش خدمت کر رہی ہوں۔ جو حال ہی میں یکم رمضان المبارک ۷، اپریل ۱۹۸۹ء کو وفات پا گئے۔

ہیروں اور موتیوں کے ڈھیر میں سے جہاں اپنی آب و تاب اور چمک دمک میں ایک ایک سے بڑھ کر ہو۔ انتخاب کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور جماعت احمدیہ کے اس دنیا سے کوچ کرنے والے بزرگان اپنی خوبیوں اور خدماتِ سلسلہ میں اسقدر اہم ہو گذرے ہیں کہ آپ کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہو گا۔ کس کا ذکرِ خیر پہلے شائع کروں اور کس کا بعد میں۔

ایسے میں میرے ایسی ایک دیہاتی لڑکی جس نے کبھی کوئی مضمون آجتک شائع نہیں کرایا اور طرزِ تحریر بھی الفضل میں چھپنے والے مضامین کی طرح دلپذیر بھی نہ ہو کا یہ توقع رکھنا کہ جلد شامل اشاعت ہو گا خام خیالی ہے۔ لیکن ایک بات حوصلہ دلاتی ہے کہ نئے لکھنے والوں خصوصًا خواتین کی آپ خوب خوب حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں۔ میرا مضمون بھی جلد شائع فرما کر نہ صرف میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے بلکہ باپ کے سایہ سے حال ہی میں محروم ہونے والی احمدی بیٹی کی غمگساری اور اشک شوئی فرمائیں گے۔

میرا وہ عظیم باپ جس نے اپنی بیٹی کو پنجاب یونیورسٹی میں ایم۔ اے کرانے کے لئے معاشرہ میں انگلیاں اٹھنے کی پرواہ کی نہ خرچ کی۔ کی سیرت پر مختصر ہی سہی کچھ لکھنا میرا ہی حق ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار اور خاکسار کے بالکل نوعمر بھائیوں کو اپنے عظیم باپ کی صفاتِ حسنہ کا وارث بنائے اور احمدیت کی اپنے باپ سے بڑھ کر خدمت کرنے والے ہوں،

میرا چھوٹا بھائی عزیزم طاہر حیات متعلم درجہ ثالثہ جامعہ کا فل کورس شاہد کرنے والا بنے اور وقف زندگی کے آپ بزرگوں کے نیک نمونوں پر عمل کرنے والا بنے۔

خاکسار

منصورہ فوزیہ ایم۔ اے

موضع لولے شریف ضلع جھنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میر داؤد احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ نے فرمایا ہے کہ ملک محمد حیات نسوانہ جہاں سے ملیں انہیں کہو انتظام کریں۔ چنانچہ اباجی اسی وقت وہیں سے جیپ میں بیٹھ گئے اور مولوی صاحب کو چھوڑ گئے کہ کسی اور گاڑی کا جو بڑی ہو انتظام کرکے میرے پیچھے لولہ شریف پہنچیں۔ گاؤں پہنچ کر کارندوں کے گھروں کے دروازے کھلوائے اور کچھ عورتوں کو ڈرائیور کے ساتھ اسی جیپ میں بٹھا کر کہا جاؤ اسی وقت لنگر خانہ میں پیڑے کرنے پر لگ جاؤ۔ دوسری گاڑی کے پہنچنے تک مزید عورتیں اکٹھی کر لائے اور ان کو ساتھ بٹھا کر لنگر خانہ پہنچ گئے۔ خود انکی نگرانی پر کھڑے ہو گئے۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو دم لیا۔ گو کھانا معمول سے کچھ دیر میں تیار ہوا مگر اتنی جلدی انتظام ہوا کہ محترم میر صاحب بہت خوش ہوئے اور حضرت امام جماعت سے اباّ جی کو سند خوشنودی دلوائی۔

۶۲-۱۹۶۱ء کی بات ہے اباجی مولوی منظور چینوٹی کی دعوت پر اُس کا مدرسہ بنام جامعہ دیکھنے گئے تو اُس نے ایک پمفلٹ دکھایا۔ اباجی نے پڑھا اور ان تمام اتہام تراشیوں کی تردید کی تو مولوی چینوٹی نے کہا ملک صاحب "کس اندھی عقیدت میں پھنسے ہیں" وہ طالب علم ابھی زندہ ہے اور میرے پاس موجود جس کا یہ بیان ہے اس سے بالمشافہ تشفی فرما لیجئے۔ اباجی فرماتے تھے کہ میں اس طالب علم سے گفتگو کرتے کرتے مولوی کے مدرسہ سے دور چلا گیا۔ وہاں ایک غیراز جماعت کی مسجد تھی جس میں ہم دونوں نے عصر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد میں نے اس طالب علم سے کہا ہم دونوں باوضو ہیں۔ ابھی ابھی اللہ کے حضور سجدہ سے فارغ ہوئے ہیں۔ قبلہ رُخ بیٹھے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر مؤکد بعذاب قسم کھا کر کہو کہ میں نے جو کچھ اس پمفلٹ میں بیان کیا ہے لفظ بلفظ درست ہے۔ کہتے ہیں اس وقت مسجد میں ہم دو کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ وہ لڑکا زار زار روتے ہوئے مجھ سے لپٹ گیا اور کہا "ملک صاحب میری تو دنیا اور عاقبت دونوں برباد ہو گئی۔ میں جیتا جاگتا تباہ ہو گیا ہوں۔ جامعہ احمدیہ سے دل برداشتہ ہو کر جو بھٹکا ہوں تو اس مولوی کے پاس پہنچا۔ اس نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بہت کچھ دیا اور یہ پمفلٹ والی تحریر لکھ لائے اور مجھ سے دستخط کرا لئے بلکہ چنیوٹ میں ایک مجمعے میں مجھ سے اسی موضوع پر تقریر بھی کرائی ہے"۔ اپنے اس فعل پر سخت نادم ہوں۔ کاش میں ربوہ واپس جا سکوں اور میری جماعت مجھے واپس لے لے"۔ اباجی ربوہ آئے۔ چند علمائے جماعت سے مشورہ کیا اور اس لڑکے کے پاس جا کر اس پمفلٹ کی تردید میں بیان لیا اور فیصل آباد جا کر اپنے خرچ پر ایک پمفلٹ کچھ تعداد میں طبع کرایا اور چنیوٹ جنرل بس سٹینڈ پر اسے تقسیم کیا۔ لیکن پروگرام کے مطابق اتنے میں وہ لڑکا ہمارے ماموں جی چوہدری احمد علی صاحب کے مکان پر پہنچ چکا تھا۔ یہ تھی غیرت ایمانی کے سلسلہ میں میرے پیارے اور احمدیت کے فدائی اباجی کی ایک سعی۔

خدمت خلق کا جذبہ میرے پیارے باپ کی طبیعت ثانیہ بن گیا تھا۔ ہمیشہ مخلوق خدا کی بھلائی اور رفاہ عامہ کے کاموں میں مصروف رہتے۔ یہاں بھی ایک واقعہ یقیناً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اباجی گاؤں میں آنے والے راستوں پر پُلیاں بنوانے کے بعد گاؤں کی نالیاں پختہ بنوانے میں ہمہ تن مصروف ایک بڑی گلی میں کھڑے تھے کہ ایک غیراز جماعت استاد صاحب نے جو سید بھی تھے نے باآوازِ بلند اباجی کو کہا "محمد حیات کام تو تمہارے جنتیوں والے ہیں کاش تم مرزائی نہ ہوتے"۔ یہ وہی تو استاد جی تھے جو عقائد پر سیر حاصل بحثیں کر کے جوابات سے عاجز آچکے تھے۔ قبول حق میں آپ ایسے پختہ اور محکم ایمان پر قائم تھے کہ ایک دفعہ شیعہ عالم محمد اسمٰعیل صاحب لائلپوری سادہ سا اور معمولی پڑھا لکھا جٹ سمجھ کر تحریری مباحثہ پر تیار ہو گئے دونوں طرف سے پرچوں کے تبادلے جاری رہے۔ شیعہ عالم کی اجازت سے اباجی حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری سے استفادہ کرتے رہے۔ ان مولوی صاحب کی طرف سے آخری پرچہ کا جواب باقی تھا کہ وہ خاموش ہو گئے۔ دفتر اصلاح وارشاد مرکزیہ میں وہ تحریریں محفوظ ہیں ایسے مذہبی مباحثات کی وجہ یہ تھی کہ میرے والد صاحب اپنی ذاتی شرافت، صلح جوئی، ہمدردی خلقتِ خدا کی وجہ سے علاقہ کی مثالی شخصیت تھے۔ بڑا سادہ مزاج پڑھے ہوئے معمولی تھے اور گڑھے ہوئے زیادہ تھے۔ دوسرے فرقوں کے علماء جب وہاں آتے تو قوم کے افراد کی یہ کوشش ہوتی کہ کسی طرح یہ بندہ واپس آجائے۔ اسی ایک کوشش میں علاقہ کے رئیس ملک ممتاز خان نسوانہ ایڈووکیٹ نے اپنے ڈیرہ پر اپنی سرپرستی اور نگرانی میں مولوی منظور چینوٹی اور احمدی عالم قاضی محمد نذیر صاحب کے درمیان مباحثہ کا انتظام کیا تھا۔ علاقہ کے افراد کثیر تعداد میں یہ گفتگو سننے ان کے ڈیرہ پر آئے تھے۔ شرط یہ تھی کہ قرآن و حدیث کے اندر رہ کر گفتگو کرنی ہوگی۔ دلائل ہوتے رہے حوالے پیش کئے جاتے رہے۔ مخالف مولوی صاحب دلائل اور حوالہ جات سے عاجز آکر اکثر ذاتی قسم کی دل آزار اتہام تراشیوں پر اتر آئے۔ ملک ممتاز موصوف بڑا ہی لائق، دانا اور زیرک انسان تھا۔ جب اس نے فریق مخالف کی کج بحثی دیکھی تو گفتگو ختم کروا دی۔ اوپر عرض کر چکی ہوں کہ ہمارے اباجان ایک باا ثر شخصیت، دیانت و صداقت کا پیکر تھے اس لئے اکثر باشعور دیہاتی آدمی ان سے احمدیت کے عقائد معلوم کرنے آجایا کرتے تھے۔ اور آپ اپنے عقائد کی وضاحت اور اعتراضات کے جوابات دیتے رہنے میں اس قدر محو ہو جاتے کہ دوپہر کا کھانا بھی بھول جاتے بار بار یاد دہانی پر فرماتے اچھا کھا لیتا ہوں یہ روحانی غذا تقسیم کرتے ہوئے مجھے جسمانی غذا لینے کا احساس نہیں ہوتا۔ اور ہمارے گاؤں کے لوگ گواہ ہیں کہ دن کو ایسی مجلس لگی تو رات ہو گئی۔ رات کو ایسی محفل جمائی تو صبح ہو گئی۔ اُن دنوں گاؤں میں بجلی نہیں تھی۔ دیئے کی روشنی میں اپنی اور دوسرے فرقوں کی کتب سے حوالے نکال نکال کر پیش ہو رہے ہیں۔ باہر والے صحن ہی میں بیٹھک میں ساری کتب رکھوائی ہوئی تھیں۔ تاکہ بار بار اندر جا کر کتابیں نہ لانی پڑیں اور افراد خانہ کو تکلیف نہ ہو۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے اباجی حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کے فرمان کے مطابق "کہ فکر نہ کریں وہ اکیلے نہیں رہیں گے" اکیلے نہیں ہیں۔ ایک باقاعدہ جماعت گاؤں میں قائم ہے اور ہمارے والد صاحب کی بنائی ہوئی بیت الذکر میں نمازیں ہوتی ہیں۔ جمعے پڑھے جاتے ہیں۔ ایک معلّم صاحب جن کو رہائشی مکان بنا کر دیا گیا ہے۔ وہیں رہ کر اَن گنت جماعت کے اور غیراز جماعت بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اگر جماعتی حالات ٹھیک رہتے اور ہمارے تیسرے امام (اللہ ان سے راضی ہو) زندہ ہوتے تو آج ہمارے گاؤں لولے شریف میں حضور کی سکیم کے مطابق ایک سرائے خدمت تعمیر ہو کر خدمت خلق کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہوتا۔ جس کیلئے اباجان نے حضور کے فرمان کے مطابق بیت الذکر کے ساتھ جگہ چھوڑ رکھی ہے۔

یہ تو تھے احمدیت اور جماعت احمدیہ سے متعلق ایک دو واقعات جو نہایت اختصار سے تحریر کر رہی ہوں۔ اب مشک آن است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید کے مصداق اپنے گاؤں کے ایک مرد اور ایک عورت کی روایت جو اپنی ہی قوم میں سے ہیں تحریر کرتی ہوں۔ والد صاحب کی وفات سے پیدا ہونے والے خلاء کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے گاؤں کے ایک نسوانہ زمیندار نے بھری مجلس میں کہا "محمد حیات دے مرن نال ساڈا ایتھے باہن مشکل اے سانوں بھانڈے چاکے ٹُر جانا چاہیدا اے"۔ اسی طرح ایک عمر رسیدہ خاتون نے جو ہمارے نمبردار صاحب کی والدہ ہیں ہمارے ماموں جان سے ان الفاظ میں تعزیت کی "بھائیا محمد حیات دے مرن نال ساڈے لوک وچوں سرداری ختم ہو گئی اے"۔ اگر میں خوفِ طوالت سے یتامیٰ اور غرباء پروری کے بارے میں اباجان کے خصوصاً دو واقعات نہ لکھوں تو حق ادا نہیں ہوتا۔

ایک غریب اور لاوارث عورت مع اپنے دو معصوم لڑکوں کے میانوالی سے چلتی چلتی کانڈیوال پہنچ کر انہی استاد صاحب سے ملی اور اپنی مدد کی درخواست کی جنہوں نے اباجی کو جنتی کہا تھا۔ انہوں نے اسے رقعہ دے کر ہمارے اباجان کے پاس بھیج دیا کہ تمہارا بوجھ اٹھانے کا اہل ملک حیات ہی ہے۔ والد صاحب نے اپنے گھر ہی کے ایک کوٹھے میں اسے بٹھا لیا ان کے گذر اوقات اور کھانے دانے کا انتظام کرنے کے بعد اس کے بچوں کو سکول داخل کر دیا۔ گاؤں میں پرائمری پاس کر چکنے کے بعد انہیں کانڈیوال مڈل سکول میں داخلہ دلوایا۔ جب وہ آٹھویں اور ساتویں میں پہنچے تو مع والدہ کے انہیں ربوہ بھجوا دیا۔ جہاں لڑکے تو حضرت میر داؤد احمد صاحب کی زیر نگرانی دارالاقامۃ النصرت میں چھوڑے اور ماں کو ایک مرغی خانہ میں ملازم رکھوا دیا گیا۔ بچے تو پڑھ لکھ کر ملازمتوں پر ہو گئے ہیں اور ماں کی خدمت کر رہے ہیں اور وہ اب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بوڑھی ہو کر نہایت صاف ستھرے لباس میں جب ابّا جان کو ملتی تھی تو قلبی مسرت کی لہریں ابا جی کے چہرے پر رقص کرتی نظر آتی تھیں۔

۱۹۴۷ء کے بعد ہمارے گاؤں میں صرف ایک مہاجر فیملی آباد ہوئی تھی۔ ایک میاں بیوی اور ایک بیٹا بیٹی۔ اسی غریب پروری کے جذبہ کی تسکین کی خاطر باوجود اختلاف عقائد کے مرد کو بھائی اور عورت کو بہن بنایا۔ لڑکی کو بیٹی بنا لیا اور اسے اپنے گھر اسکی تربیت کے ساتھ اسے تحفظ دیئے رکھا۔ جب شادی کے قابل ہوئی تو ان کے ہی رشتہ داروں میں انہوں نے رشتہ طے کیا۔ جہیز کا سارا سامان اور بارات کے کھانے کا انتظام ان کے گھر بھجوا دیا تاکہ لڑکے والے بھی محسوس نہ کریں نہ لڑکی والے۔ ان کے بیٹے کو اپنے زمیندارے کام میں ساتھ معاون رکھا۔ اب اسکی بھی شادی ہو چکی ہے۔ بال بچے دار ہے اور بیلوں کی جوڑی بنا دی اور اپنی ہی زمین حصہ پر اسے دے رکھی ہے۔ اپنی نہایت قیمتی زرعی زمین جو گاؤں سے ملحق تھی بے زمین اور بے گھر کارندوں کے کنبوں کو دے دی جہاں انہوں نے نہایت خوبصورت رہائشی مکان بنا کر ان میں آباد ہیں۔ اور ملک محمد حیات کی سخاوت کے گن گاتے اور انکی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

عزیزوں، رشتہ داروں یا غیر رشتہ داروں، کارندوں میں سے کسی کا دل نہیں دُکھایا۔ کبھی کسی پر رعب نہیں جھاڑا۔ خداداد رعب ہی سب لوگوں کے دلوں پر چھایا ہوا تھا۔ ہر کسی کی دلجوئی اور غمگساری فرماتے تھے۔ اگر کسی کو افسردہ یا دکھی دیکھتے تو اپنی بانہوں میں لے کر کھڑے کھڑے ایسے محبت پیار سے اس کا حال دل پوچھتے کہ اس کے سبھی دکھ دور ہو جاتے۔ گو معمولی تعلیم تھی۔ صرف مڈل پاس تھے مگر مطالعہ کا اتنا شوق تھا کہ رسالہ لاہور کے مستقل خریدار تھے جب تک محکمہ ڈاک کے ہاتھ سے محفوظ رہا رسالہ باقاعدہ ہمارے گھر آیا کرتا تھا۔ اس کے بعد ربوہ سے اکٹھے رسالے خرید لاتے۔ رسالہ الفرقان کے لائف خریداری ممبر رہے اور ہر دو ایڈیٹر صاحبان سے ذاتی دوستانہ مراسم رکھتے تھے۔ جب ثاقب زیروی صاحب سے نصرت آباد میں حضرت امام جماعت کی مجلس میں ملاقات ہوئی تو بہت خوش ہوئے۔ اور گھر آ کر خوشی کا اظہار کیا کہ آج ثاقب زیروی صاحب سے بہت مجلس رہی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی کی کتب روحانی خزائن کا پورا سیٹ خرید رکھا تھا۔ کبیر کی جتنی جلدیں آپ کی زندگی میں شائع ہوئیں ہمارے گھر میں موجود ہیں۔ صغیر کے نسخہ پر آپ کے ہاتھ کے نوٹس اور حوالہ جات لکھے ہوئے ہیں۔ اس میں ہرگز مبالغہ نہیں کہ جب تک صحت نے ساتھ دیا سارے گاؤں میں ایک ہمارا ہی گھر تھا جہاں سے قرآن پاک کی تلاوت اور بامحاورہ ترجمہ کی آواز گلی سے گذرنے والوں کے کانوں میں پڑتی تھی۔ ذیابیطس کی جان لیوا بیماری کے ساتھ جوں جوں کمزور ہوتے گئے آواز دھیمی بہت دھیمی حتیٰ کہ گلی سے گذرتے والوں کے کان اب باترجمہ کلام پاک کی آواز سننے کے لئے گوش بر دیوار رہیں گے۔

ان تمام صفات کے علاوہ ایک صفت جو ابّا جان کی منفرد تھی وہ سلسلہ کے کارکنان کی حسب مراتب نہایت خلوص سے خدمت تھی۔ ربوہ سے قریب ہونے کی وجہ سے جو افراد جماعت ابّا جان کے پاس اپنے ذاتی کاموں کے لئے بھی تشریف لاتے تو نہایت مستعدی سے ان کی مدد فرماتے تھے۔ بہت وسیع حلقۂ احباب رکھتے تھے۔ قویٔ امین تھے اس لئے لوگوں کی نقدی اور زیورات آپ کے پاس امانت پڑے رہتے تھے۔ اللہ کے دین کی خدمت کے لئے اپنے چھوٹے بیٹے عزیزم طاہر حیات طارق کو وقف کیا اور جامعہ احمدیہ میں دینی تعلیم کی غرض سے داخل کروایا تھا۔ اللہ ہمیں ان سارے اوصاف کا وارث بنائے جو ابّا جان میں پائے جاتے تھے۔

منصورہ فوزیہ ایم۔ اے
دختر ملک محمد حیات نسوانہ موضع لولے شریف

آپ کا خط ملا

احباب کرام جو الفضل کو خطوط لکھتے ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ اگر وہ اپنے خطوط میں مضامین پر اظہار خیال کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اس سے ادارہ کو اپنے مضامین کا معیار بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ اور دیگر قارئین کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہوگی۔

(ادارہ)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۰۰۹: میں محمد یوسف رانا ولد میاں محمد اسماعیل صاحب قوم راجپوت پیشہ پنشنر عمر 45 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 20 2/89 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) مکان برقبہ ۳ مرلہ دو منزلہ واقع ڈسکہ کوٹ مالیتی 1,30,000/- (۲) مکان پختہ ۵ مرلے گلی تاروالی ڈسکہ مالیتی 70,000/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 448/- روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں اور مبلغ 4800/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ رانا محمد یوسف ولد میاں محمد اسماعیل صاحب ڈسکہ کوٹ P/O ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۱ چوہدری بشیر احمد صراف وصیت نمبر ۱۱۰۶۵ گواہ شد نمبر۲۔ ذوالقرنین ولد چوہدری بشیر احمد صراف قائد خدام الاحمدیہ ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ۔

مسل نمبر ۲۷۰۱۰: میں صفیہ فردوس زوجہ رانا محمد یوسف صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 20 2/89 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زیورات طلائی ۱۱۱ گرام مالیتی 27500/- روپے حق مہر دس ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے

الامتہ۔ صفیہ فردوس زوجہ رانا محمد یوسف ساکن ڈسکہ کوٹ P/O ڈسکہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری بشیر احمد صراف۔ وصیت نمبر ۱۱۰۶۵۔ گواہ شد نمبر۲ رانا محمد یوسف خاوند موصیہ۔

شکریہ احباب

میرے بھائی مکرم خورشید احمد صاحب زکی حال کراچی کی مورخہ ۱۳ جون کو حرکت قلب بند ہونے کے باعث وفات ہوگئی۔ ان کا جنازہ ربوہ لے جا کر بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ موصوف کی نماز جنازہ مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے بیت المبارک میں پڑھائی۔ اس موقع پر احباب جماعت اور عزیزان کی طرف سے جس ہمدردی اور دلداری کا مظاہرہ ہوا اس کے لئے ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ اور احباب سے موصوف کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

شریف احمد
وُڈ برڈ اینڈ کمپنی۔ کراچی

کیا آپ اپنے وفات یافتہ بزرگوں کا تحریک جدید کا کھاتہ بحال کروا چکے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افکارِ معاصرین

پاکستانی حجاج بن یوسف

خط تو مکرم ایڈیٹر صاحب "ہفت روزہ" حرمت کے نام ہے۔ لیکن چھپ گیا ہے۔ تو یہ سب کے لئے ہے۔ ہم حرمت کے شکریہ کے ساتھ اس خط کو الفضل کے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کی طرف سے پی پی پی قیادت کی کردار کشی ملک و قوم کے مفاد میں نہیں ہے جبکہ ملک پہلے ہی خانہ جنگی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ کاش آپ قومی یکجہتی اور ملکی سلامتی کو مدنظر رکھیں اور آئندہ اس سلسلہ کو بند کر دیں وگرنہ عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب ہونگے۔

۱۔ اس ملک میں اسلام کے نام پر سب سے بڑا فراڈ کس نے کیا؟

۲۔ اسلام کے نام پر مسلمانوں کو ریفرنڈم کے ذریعہ تاریخ کا سب سے بڑا دھوکہ کس نے دیا؟

۳۔ بگلا بھگت بن کر اربوں روپے کی جائیداد کس نے ہڑپ کی؟

۴۔ اپنے حواریوں کو اربوں روپے کے قرض کس نے دیئے؟

۵۔ اپنے حواریوں کو بڑے بڑے عہدے کس نے دیئے جبکہ وہ اس کے اہل نہیں تھے؟

۶۔ اپنے مخالفوں کو کس نے پھانسیاں دیں کس نے کوڑے لگوائے اور کس نے بلاجرم قید کیا؟

۷۔ اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ کس نے بولا؟

۸۔ قرآنی آیات کو اپنے مطلب کیلئے کس نے استعمال کیا؟

۹۔ پاکستانی عوام کو ۴۰ لاکھ افغان مہاجرین کا تحفہ کس نے دیا؟

۱۰۔ ملک کو قلاش کس نے بنایا؟

۱۱۔ مسلم لیگ کو منصورہ میں کس نے دفن کیا۔ اگر آپ کو اس کا نام نہیں آتا تو سب یاد کرا دیتا ہوں۔ اس کو پاکستانی حجاج بن یوسف کہتے ہیں۔ وہی حجاج جس نے محمد بن قاسم اور حضرت علیؓ کے صحابی قنبر کو قتل کروایا تھا۔ اور اپنے مخالفوں کے ساتھ وہی سلوک کیا تھا جو اس پاکستانی حجاج بن یوسف نے کیا ہے۔

سید مصطفیٰ حیدر نقوی
گارڈن ٹاؤن۔ لاہور

(ہفت روزہ حرمت ۱۲ر جون ۱۹۸۹ء)

قانون کے ایک "محافظ" کا کردار

ایک اخباری اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ تھانہ سٹی خانپور کا نیا ایس ایچ او اگلے روز ایک شخص محمد اسحاق کے گھر داخل ہو کر اس کی دو نوعمر بیٹیوں اور ان کے دو مہمانوں اور گلی میں موجود بعض دیگر افراد کو بلاوجہ پکڑ کر تھانے میں لے آیا اور پھر ان سب افراد کو لڑکیوں سمیت تھانے میں الٹا لٹکا کر پانچ پانچ چھتر لگائے اور ان دونوں لڑکیوں اور ان کے مہمانوں کے خلاف زنا آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج کر لیا اور طبی معائنے کے لئے انہیں ہسپتال لے گیا۔ ڈیوٹی پر موجود لیڈی ڈاکٹر کی جانب سے لڑکیوں کے حق میں رپورٹ دیئے جانے کے باوجود دونوں لڑکیوں کا جوڈیشل ریمانڈ لے کر انہیں جیل بھجوا دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ تھانیدار پہلے بھی اس طرح کی ناجائز کارروائیاں کرتا رہا ہے اور اب بھی اس کے خلاف چار مقدمات درج ہیں۔ پولیس کا کام لوگوں کے جان و مال کا تحفظ ہے اور اگر اس سے وابستگی رکھنے والے بعض افراد ہی قانون کا مذاق اڑاتے اور اسے کرچ کرچ کر کے بکھیرنے کے درپے ہو جائیں تو پھر معاشرے میں امن و سکون کیسے قائم ہو سکتا ہے۔ پولیس کے محکمے میں پائی جانے والی یہی ایسی کالی بھیڑیں ہیں جنہوں نے سارے محکمہ کی ساکھ کو داؤ پر لگا رکھا ہے اور انہی لوگوں کی حرکتوں کی وجہ سے عوام میں عمومی طور پر پولیس کے خلاف نفرت اور غم و غصہ کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ ایک ایس ایچ او کو چادر اور چار دیواری کے تقدس کو مجروح کرنے اور معصوم لڑکیوں پر حدود آرڈیننس کے تحت مقدمات قائم کرنے کا اختیار کس نے دیا ہے۔ پولیس کے اعلیٰ حکام کو جلد از جلد اس واقعہ کی تحقیقات کرنی چاہیئے۔ اور مجرم ثابت ہونے کی صورت میں مذکورہ ایس ایچ او کے خلاف سخت ترین کارروائی کرنی چاہیئے کیونکہ اس نوع کے واقعات سے عوامی غیظ و غضب کے بھڑکنے میں دیر نہیں لگتی اور پھر پورے معاشرے کا امن غارت ہو کر رہ جاتا ہے۔

(روزنامہ جنگ۔ لاہور)

حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۔۔۔ ۱۵ روپے
۶۰ گرام ۔۔۔ ۴۵ روپے
پوسٹ بکس ۶۰
فون ۶۳۴
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

خبریں

★ وفاقی وزیر برائے دفاع کرنل (ریٹائرڈ) سرور چیمہ نے کہا ہے کہ سیاچین گلیشیر کے بارے میں پاکستان اور بھارت کے درمیان ٹھیک ٹھاک سمجھوتہ ہوا ہے۔ کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارتی وزیراعظم پاکستان آئیں گے تو معاہدے پر دستخط ہوں گے۔

★ بہاولپور کے ۱۷ر اگست ۱۹۸۸ء فضائی حادثہ کے بارے میں دفاع کے وزیر کرنل ریٹائرڈ غلام سرور چیمہ نے کہا کہ بورڈ آف انکوائری نے ہر امکان پر غور کیا ہے اور رپورٹ دی ہے کہ حادثہ کسی میکینیکل یا مینوئل خرابی کی وجہ سے پیش نہیں آیا۔ شواہد سب کے سب ختم ہو گئے۔ انکوائری بورڈ نے اسی وقت تک کام کیا جب تک بند گلی آگے نہیں آ گئی۔ انہوں نے کہا کہ فی الحال اس حادثے کی انکوائری سے کچھ نہیں ملے گا ہو سکتا ہے کہ دس سال سو سال کے بعد شواہد مل جائیں۔ انہوں نے کہا کہ صدر ضیاء کی جتنی سیکورٹی تھی ایسی کسی کی بھی نہیں تھی۔ جہاز بھی ائر فورس کا تھا جو کہ افواج میں سب سے زیادہ تیز ہوتے ہیں۔ جہاز پی آئی اے کا ہوتا تو ہم کہہ سکتے کہ کوئی بندہ ہو سکتا تھا۔ پی اے ایف کا سیفٹی ریکارڈ سب سے بہتر ہوتا ہے انہوں نے کہا میں نے حادثے کے بعد کہا تھا "یہ خدائی کام ہے"۔

● پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین مسٹر حاکم علی زرداری (جو وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے خسر ہیں) نے ہفتے کے روز پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک اخباری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ سابق صدر ضیاء الحق نے کراچی لاہور راولپنڈی پشاور کے انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل بارہ کروڑ اسی لاکھ روپے میں ہاشوانی گروپ کو دے دیئے جبکہ اوورسیز پاکستانیوں نے یہ ہوٹل ۱۹۰ کروڑ روپے میں خریدنے کی پیشکش کی تھی تو میلے گئے بنکوں نے ۱۲ آدمیوں کو ۹۲۰ کروڑ روپے کے قرضے دیئے اتفاق گروپ نے ۲۲۵ کروڑ کے قرضے لئے۔ غلام مصطفیٰ جتوئی نے صدر ضیاء سے ۲۱ پلاٹ حاصل کئے۔

★ مؤقر ذرائع کے مطابق حکومت نے افغان مہاجرین کو ملنے والی امداد میں خورد برد کی تحقیقات شروع کر دی ہے۔ اس میں سٹنگر میزائل غیر قانونی طریقے پر مختلف ملکوں کو فروخت کرنا بھی شامل ہے۔

★ پاکستانی کرکٹ ٹیم کے کپتان عمران خان لندن سے نکلنے والے ایک ماہانہ جریدے کرکٹ لائف کے مدیر اعلیٰ بن گئے ہیں۔ اس طرح عمران خان نے کرکٹ کے بعد صحافت کا پیشہ بھی اپنا لیا ہے۔

★ امریکہ کے لئے پاکستان کے نامزد سفیر ائر چیف ریٹائرڈ ذوالفقار علی خان نے کہا ہے کہ پاکستان نجیب حکومت کے خلاف فوجی دباؤ جاری رکھے گا۔

★ گزشتہ دو سالوں میں پنجاب کی حکومت نے کلاشنکوف کے تیس ہزار لائسنس جاری کئے ہیں۔ جبکہ غیر قانونی کلاشنکوف رائفلوں کی تعداد ۸۰ ہزار ہے۔

★ امریکی ایوانِ نمائندگان نے ۱۹۹۰ء کے لئے پاکستان کی فوجی اور اقتصادی امداد کی منظوری دے دی ہے یہ امداد باسٹھ کروڑ ڈالر کی ہے۔

سرزمین قادیان کا اوّلین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

دانتوں کی ادویات

PYORRHEA C	پائیوریا کورس قیمت	-/۵۰
CARIES C	کیریز کورس	-/۴۵
CARIES C FOR BABIES	کیریز کورس فار بے بیز	-/۱۵
PYORRHEA POWDER	پائیوریا منجن چھوٹا	-/۸
	〃 بڑا	-/۱۲
GUMS PAINT	گمز پینٹ	-/۶

دانتوں کی ادویات کے بارے میں لٹریچر -/۳ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ویل میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
فون: سیلز ۱۷ کلینک ۶۰۶ رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷